عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا

عقیدے اور منہج سلف کی خدمت میں

مملکت سعودی عرب کا کردار

خطاب بمقام مسجد خیف:

شیخ سعد بن شایم العنزی

تفریغ وترجمہ:

د/ اجمل منظور المدنی

تمہید

الحمد لله، والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ،

حمد وثناء کے بعد:

مکہ مکرمہ کیلئے موسم حج کی بڑی اہمیت تھی، دور دور سے لوگ حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے، ایسے میں آپ کس طرح تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے، اسکے لئے جب آپ سیرت رسول کا مطالعہ کریں گے تو پتہ چلے گا کہ جب تک آپ مکہ میں رہے اس وقت آپ کا معمول تھا کہ آپ ؐ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ پہنچنے والے قبائل اور وفود سے ملاقات کرتے اور دین کی دعوت دیتے تھے، بلکہ طائف کے سفر سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ حج کے ایام میں جو لوگ عرب کے مختلف قبیلوں سے وفود کی صورت میں مکہ مکرمہ آتے، آپ ان سے ان کے خیموں اور قیام گاہوں پر جا کر ملاقات کیا کرتے تھے اور ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش فرماتے تھے۔

مکہ مکرمہ کے لئے موسم حج کی بڑی اہمیت تھی، یہ ایک روحانی سفر ہوتا تھا مگر اس میں تجارتی اور ثقافتی سرگرمیاں بھی اپنے شباب پر ہوتی تھیں، قریش مکہ بھی حج کے انتظام میں سرگرم ہو جاتے، دور دور سے لوگ حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے، خانہ کعبہ کے اطراف میں خالی جگہوں پر ان کے خیمے کھڑے ہو جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر موسم حج میں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے پہلے سے زیادہ متحرک ہو جاتے۔ قبائل عرب کے وفود سے ملاقات سے قبل ان کے متعلق معلومات حاصل کی جاتیں، پھر ان معلومات کی روشنی میں حجاج سے رابطہ قائم کیا جاتا اور ان تک اللہ کا پیغام پہنچایا جاتا، معلومات حاصل کرنے کی ذمہ داری حضرت ابوبکر الصدیق ؓ کی تھی، وہ ایک ایک خیمے کے پاس جا کر وفود کے سربراہان کے بارے میں پوچھتے، پھر یہ معلوم کرتے کہ آپ ؐ لوگ کتنی تعداد میں یہاں ہیں، ان

کے قبیلے کے متعلق بھی سوالات کرتے کہ آپ کا قبیلہ کتنا بڑا ہے، کس کا حلیف اور کس کا حریف ہے۔ یہ تمام معلومات رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کی جاتیں، پھر آپؐ اس وفد کے سربراہ سے ملاقات فرماتے اور اسے اسلام کی دعوت دیتے۔ (الکامل فی التاریخ ۲ / ۹۳)

ربیعہ ابن عباد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک نوجوان لڑکا تھا، اپنے والد کے ساتھ حج کے لئے گیا، منیٰ میں قیام کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب قبیلوں کی قیام گاہوں پر دیکھا کرتا تھا، آپؐ ان سے فرمایا کرتے تھے: اے فلاں قبیلے کے لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، جن معبودانِ باطلہ کی تم پرستش کرتے ہو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ، مجھ پر ایمان لاؤ اور میری رسالت کی تصدیق کرو۔ راوی کہتے کہ آپ کے پیچھے پیچھے ایک سرخ چہرے والا بھینگا شخص پھرا کرتا تھا، اس کے سر پر دو چوٹیاں ہوتیں اور بدن پر عدنی عبا ہوا کرتی تھی، جب آپؐ اپنی بات کہہ کر فارغ ہو جاتے تو وہ شخص آگے بڑھ کر کہتا، اے لوگو! یہ شخص تمہیں لات وعزیٰ کی عبادت سے روکتا ہے، اس کی بات مت سنو اور نہ اس کا کہنا مانو۔

ایک دن میں نے اپنے والد سے پوچھا: ابا جان یہ کون ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے اور اس طرح کی باتیں کرتا ہے؟ میرے والد نے جواب دیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ۳ / ۴۹۲، مستدرک حاکم، ۱ / ۱۵)

ابولہب اور اس کے حواری صرف زبان سے ہی تکلیف نہیں پہنچاتے تھے بلکہ بعض اوقات جسمانی اذیت پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ / ہجری میں عرفہ میں آخری خطاب فرمایا جس کے اندر آپ نے دین کی بہت ساری بنیادی اور اہم باتیں بیان فرمائیں، اور اسی کے ساتھ دین اسلام کو مکمل

کر دیا گیا، ارشاد باری تعالی ہے: (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔ (المائدہ: ۳)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں موجود تمام بتوں اور شرک کے اڈوں کو ختم کر دیا، اس طرح مکہ مکرمہ ایک بار پھر توحید کا مرکز بن گیا۔

لیکن مرور زمانہ کے ساتھ مسلمانوں میں پھر شرک اور بدعات وخرافات در آئے، اور مکہ مدینہ بلکہ پورے جزیرہ عرب میں شرک و بدعات کا دور دورہ ہو گیا، جہاں ایک طرف منحوس تقلید کی وجہ سے حرم مکی کے اندر چار چار مصلے قائم ہو چکے تھے اور حرم کو تقلیدی دھینگا مستیوں کا اڈہ بنا دیا گیا تھا وہیں پر جاہلانہ تصوف کی خرمستیوں نے حرمین سمیت تمام جزیرہ عرب کو شرک و بدعات کے دلدل میں ڈھکیل دیا تھا۔

ملک عبد العزیز رحمہ اللہ نے ۱۹۲۴ میں آل شریف کو حجاز سے بے دخل کرنے کے بعد سب سے پہلے جو کام کیا وہ مکہ مدینہ اور آس پاس میں بنے مزارات اور شرک و بدعات کے اڈوں کا خاتمہ تھا، اس کے بعد آپ نے موسم حج میں جا کر تمام حاجیوں کو خطاب کیا اور امن وامان کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے حرم مکی سے تقلید کے چاروں مصلوں کا خاتمہ کیا اور تمام مسلمانوں کو ایک موحد امام کے پیچھے اکٹھا کر دیا، آپ کا یہ کارنامہ امت محمدیہ کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

تقلیدی مصلوں کو ختم کرنے، شرک و بدعات کے اڈوں کو مٹانے اور فقہی اور صوفی مسالک کو چھوڑ کر صرف عقیدہ توحید اور منہج سلف کو پھیلانے اور اسکی نشر واشاعت کرنے کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، 1935 میں حج کے موقعے پر طواف افاضہ کے دوران آپ پر قاتلانہ حملے کی کوشش کی گئی تھی، تاہم آپ کے فرزند امیر سعود نے یہ حملہ ناکام بنا دیا اور آپ کو اس حملے سے بچا لیا تھا۔ آپ نے طواف کعبہ کا پانچواں چکر شروع کیا اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے اس کے

قریب پہنچے تو اس دروان حجر اسماعیل کے قریب سے ایک شخص ان کی طرف لپکا اور اپنے ہاتھ میں موجود خنجر سے ملک عبدالعزیز پر حملے کی کوشش کی۔

تاہم حملہ آور کو دیکھتے ہی ولی عہد شہزادہ سعود اپنے والد کے اوپر گر گئے اور خنجر کا وار اپنی برداشت کرلیا۔اس حملے میں شہزادہ سعود شدید زخمی ہوئے۔اسی موقعے پر دوسرے حملہ آور زمزم کے کنوئیں اور ملتزم کے مقام سے خنجر لہراتے ہوئے آپ کی طرف بڑھے تاہم ملک عبدالعزیز کے محافظوں نے انہیں قتل کر دیا۔

جب حملہ آوروں کی شہریت معلوم ہوئی اور انتہا پسندوں کی طرف سے مزید حملے کا خدشہ پیدا ہوا تو سکیورٹی عملے نے حرم مکی کو بند کر دیا۔اس کے بعد حرم مکی کو صاف کیا گیا۔شاہ عبدالعزیز نے اپنا طواف مکمل کیا اور گھوڑے پر سعی کی۔

شاہ عبدالعزیز پر قاتلانہ حملہ کرنے والے تینوں مجرموں کی نایاب تصاویر آج بھی موجود ہیں۔ان مجرموں کو موقعے پر ہی کیفر کردار تک پہنچا یا دیا گیا تھا۔

بہر حال ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ ہر سال موسم حج میں حاجیوں کو خطاب کرتے اور امن وامان کا جائزہ لیتے، اور عقیدہ توحید کا درس دیتے، آپ کے بعد مملکہ کے مفتی عام حاجیوں کو خطاب کرنے لگے اور منی میں واقع مسجد خیف کے اندر عقیدہ توحید کا درس شروع کیا گیا جہاں پوری دنیا کے حجاج دروس سننے کیلئے آتے ہیں۔اسی کا ایک سلسلہ یہ درس بھی ہے جسے (جهود السعودية في خدمة العقيدة ومنهج السلف الصالح) کے عنوان سے سعودی عرب کے مشہور عالم دین شیخ سعد بن شایم العنزی نے پیش کیا ہے۔

یہ خطبہ موسم حج ۱۴۳۹ھ میں میدان منی کے اندر مسجد خیف میں ڈالا گیا ہے۔مکمل خطبے کو آپ درج ذیل لنک پر سن سکتے ہیں:

https//:youtu.be/fHXLoBZ_vGE

اللہ تعالی آل سعود کی حکومت تاقیامت باقی رکھے،حرمین شریفین کی حفاظت فرمائے،توحید کا علم سدا بلند رہے، اورعقیدہ توحید کا درس یونہی ہمیشہ جاری رہے، اس رسالے کو شیخ عنزی، مترجم اور معاونین حضرات کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے،آمین ۔



عقیدے اور منہج سلف کی خدمت میں

مملکت سعودی عرب کا کردار

خطاب: شیخ سعد بن شایم العنزی

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَشَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلُّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ۔

والصلاة والسلام على نبينا محمد و على آله واصحابه اجمعين، اما بعد۔

معزز سامعین، حجاج کرام، دینی وملی بھائیو! دعاء ہیکہ اللہ ہم سب کے نیک اعمال کو قبول فرمائے اور ہمیں دنیا وآخرت ہر جگہ سعادت نصیب کرے۔

محترم سامعین! اس مبارک مجلس میں میرے خطاب کا عنوان ہے: (عقیدے اور منہج سلف کی خدمت میں مملکت سعودی عرب کا کردار)، سوال یہ ہے کہ اس وقت ایسے موضوع پر گفتگو کیوں ہو رہی ہے؟ محترم حجاج کرام! یہ دراصل محسن کے احسان کے شکریہ کے طور پر ہے، حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَشْكُرُ اللَّهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ

النَّاسَ". ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا اللہ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا"۔ (سنن ابی داود: ۴۸۱۱)۔

یہ ایک پہلو ہوا، دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم اپنے ملک بلاد حرمین شریفین پر چوطرفہ طور پر سخت حملوں کا سامنا کر رہے ہیں:

ایک تو عمومی پیمانے پر تمام دشمنان اسلام کی طرف سے۔

اور دوسرے ان اہل بدعت کی طرف سے جو سلف صالحین کے منہج اور توحید کی دعوت سے نفرت کرتے ہیں جسے لیکر آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے بلکہ جسے دیگر تمام رسولوں کو مبعوث کیا گیا، کیونکہ اہل بدعت بدعات وانحرافات اور خرافات میں پلنے بڑھنے کی وجہ سے توحید کو پسند نہیں کرتے۔

اسی طرح ان ہوا پرست خوارج اور اہل تکفیر گمراہوں کی طرف سے بھی سخت حملوں کا سامنا ہے جو اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں۔

اسی طرح ان منحرف جماعتوں اور تنظیموں کی طرف سے بھی مملکہ کو سخت حملوں کا سامنا ہے جو سلف کے منہج سے ہٹ چکی ہیں، بعض اپنے سیاسی اور حزبی یا دوسرے کچھ مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر۔

اسی طرح ان لبرل بددینوں اور کمنسٹوں کی طرف سے بھی مملکہ کو سخت حملوں کا سامنا ہے جو ملک کے اندر اباحیت اور فحاشی عام کرنا چاہتے ہیں وہ اسلامی سلفی حکومت کو پسند نہیں کرتے ہیں، وہ سول گورنمنٹ لانا چاہتے ہیں۔

اسلئے ہم سب سے پہلے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ ملک عقیدہ، توحید اور دین کی خاطر بنا ہے اور یہ ایک اسلامی حکومت ہے، اس ملک نے آغاز ہی سے عقیدے اور توحید کی خدمت کی ہے اور اسکے لیے پوری کوشش صرف کر دی ہے، اور آج تک اسی طرح کرتی آرہی ہے، اللہ اسے قائم رکھے اور مزید توفیق عطا فرمائے، تاکہ یہ ملک عقیدہ اور منہج سلف کی خدمت کرتا رہے۔

عقیدہ اور منہج کی نسبت سلف صالحین کی طرف جو کی جاتی ہے اس سے توضیح اور تفسیر مراد ہے اور اسی وجہ سے سلفی عقیدہ کہتے ہیں، ورنہ حقیقت میں یہ عقیدہ اور منہج خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا بتایا ہوا ہے، اور اس سے مختصر وہی خالص دین مراد ہے جسے لیکر آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے بلکہ تمام انبیاء ورسل کو اسی دین خالص کے ساتھ بھیجا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: (وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ) ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ (النحل: ۳۶)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہ نمائی کرتا ہے (الشوری: ۱۳)۔

اور یہی وہ دین ہے جس سے اللہ تعالی ہمارے لئے راضی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ (المائدہ: ۳)۔

چنانچہ تمام انبیاء ورسل کو اسی دین اور عقیدے کے ساتھ بھیجا گیا اور آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے مکمل طور پر واضح کر دیا، ارشاد باری تعالی ہے: (وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ) ترجمہ: تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو (الأنبیاء: ۲۵)۔

اور جیسا کہ حدیث کے اندر وارد ہوا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ) ترجمہ: میں نے تم کو ایک ایسے صاف اور روشن راستہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، اس راستہ سے میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی انحراف کرے گا۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔

یہاں روشن راستے سے مراد سنت نبوی ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت ذرا تفصیل سے وارد ہوئی ہے:

عَنِ الْعِرْبَاضِ قال: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

ترجمہ: سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں دل موہ لینے والی نصیحت کی جس سے آنکھیں اشک بار ہوگئیں، اور دل کانپ گئے، پھر ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو کسی رخصت کرنے والے کی سی نصیحت ہے، تو آپ ہمیں کیا وصیت فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے“۔ (سنن ابی داود: ۴۶۰۷)۔

اس حدیث کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کی پابندی کرنے کی وصیت کی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ یہی آپ کے صحابہ کا منہج اور طریقہ تھا، جیسا کہ ایک دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ"، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ هُمْ؟ قَالَ: "الْجَمَاعَةُ".

ترجمہ: عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہود اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے جن میں سے ایک جنت میں جائے گا اور ستر (۷۰) جہنم میں، نصاریٰ کے بہتر

فرقے ہوئے جن میں سے اکہتر (۷۱) جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا،قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا،اور بہتر (۷۲) فرقے جہنم میں"،عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الجماعہ)۔(ابن ماجہ: ۳۹۵۲)۔

اور ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے: (قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي) ترجمہ: آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے"۔(سنن ترمذی: ۲۶۴۱)۔

ان حدیثوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح کر دیا کہ نجات پانے والے وہ لوگ ہیں جو میرے اور صحابہ کے منہج پر ہیں اور وہی لوگ جماعت کہلاتے ہیں۔

اس طرح معلوم ہوا کہ منہج اور عقیدے کی نسبت سلف کی طرف وضاحت اور بیان کیلئے ہے ورنہ اس سے مراد سنت رسول ہے۔

اور اللہ تعالی نے خود سلف صالحین صحابہ کرام کی تعریف کی ہے اور ان کا تزکیہ کیا ہے اور انہیں اسوہ بنانے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ) ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے (التوبہ: ۱۰۰)۔

اس آیت کے اندر یہ واضح کیا کہ جو انصار و مہاجرین ہیں وہی صحیح منہج پر قائم ہیں وہی کامیاب ہوں

گے، اوراسی طرح وہ لوگ بھی جو معروف طریقے سے انکے نقش قدم پر چلیں گے۔ چنانچہ ایک دوسری جگہ ڈرایا ہے اور دھمکی دی ہے ان لوگوں کو جو انکی مخالفت کریں گے اور انکے طریقے اور منہج کو چھوڑ کر دوسرے منہج پر چلیں گے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا) ترجمہ: جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے (النساء: ۱۱۵)۔

اس آیت کے اندر جن مومنوں کی راہ پر چلنے کیلئے کہا گیا ہے ان سے وہ مہاجرین وانصار صحابہ مراد ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور ہر موقع پر آپ کی مدد کی، آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ سے دین کو سیکھ کر دوسروں تک پہونچایا۔

اسی لئے منہج اور عقیدے کی نسبت ان سلف صالحین کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے خالص دین پر عمل کیا اور اسے دوسروں تک پہونچایا، اور چونکہ بعد میں بہت سی ایسی جماعتیں پیدا ہوئیں جنہوں نے سلف صالحین کے منہج اور عقیدے کی مخالفت کی، اسی لئے جو خالص اہل اسلام ہیں وہ اہل سنت والجماعہ اور سلف کے نام سے جانے جاتے ہیں، انصار السنہ اور اہل حدیث کے نام سے بھی معروف ہیں، اسی لئے چوتھی صدی ہجری میں جب حافظ امام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمن صابونی نے عقیدے میں کتاب تصنیف کی تو اسکا نام (عقیدۃ السلف وأصحاب الحدیث) یا پھر (الرسالة فی إعتقاد أهل السنة وأصحاب الحديث والأئمة) رکھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ)

ترجمہ: ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گا جو کوئی ان کو بگاڑنا چاہے وہ کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچے اور وہ غالب رہیں گے لوگوں پر۔ (صحیح مسلم: ۱۰۳۷)۔

اس گروہ کے بارے میں امام احمد اور یحیی بن معین وغیرہ نے کہا ہے اس سے مراد اگر اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو پھر ہم نہیں جانتے کہ کون ہیں۔ اور امام بخاری نے کہا کہ اس سے مراد اہل علم ہیں، اور آپ اہل علم سے مراد اہل الحدیث اور اہل السنہ کو لے رہے ہیں، اس لئے کہ سلف کتاب وسنت ہی کو علم سمجھتے تھے، چنانچہ وہ علم کلام کو علم نہیں مانتے تھے اسی طرح رائے کو بھی علم نہیں مانتے تھے کیونکہ وہ کتاب وسنت سے دلیل پر مبنی نہیں ہوتے ہیں۔

یہ بھی معلوم رہے کہ سلف اہل الحدیث سے صرف اہل الروایہ ہی کو مراد نہیں لیتے تھے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ اہل الروایہ میں بدعتی بھی ہوتے تھے، بلکہ ان لوگوں کو مراد لیتے تھے جو خالص عقیدہ اور منہج والے ہوتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ اہل الروایہ ہوں یا دوسرے۔

انہیں کو بعد میں چل کر حنابلہ کہا جانے لگا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے، کیونکہ جب فتنہ خلق قرآن کا دور آیا اور اہل بدعت نے اہل سنت اور اہل الحدیث کو آزمائش میں ڈالا تو اس وقت امام احمد رحمہ اللہ صحیح عقیدے اور منہج پر جمے رہے اور ہر طرح کی پریشانیوں کو برداشت کیا، اسی لئے آپ کی طرف صحیح عقیدے اور منہج کو منسوب کیا جانے لگا، اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے بہت سے ساتھیوں کو بھی آزمایا گیا، چنانچہ جنہوں نے آپ کا ساتھ دیا انہیں اہل بدعت سے ممتاز کرکے حنابلہ کہا جانے لگا اور وہی اس وقت اہل سنت والجماعہ تھے، وہی اہل الحدیث تھے۔

ابن تیمیہ اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ اعتقاد امام مالک اور شافعی کی طرف ہے مگر نسبت امام احمد کی طرف ہے۔

بعد کے ادوار میں لوگ اسی منہج پر قائم رہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہوں انکے شاگردان ہوں

یا بعد میں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ ہوں اور آپ کے شاگردان، سب اسی منہج پر قائم تھے، بلکہ اس منہج پر قائم ہونے کی وجہ سے انہیں بدنام کرنے کی خاطر وہابیہ جیسے القاب سے پکارا جانے لگا، مگر انہوں نے سلف کے منہج کو نہیں چھوڑا۔

منہج کہتے ہیں راستے اور طریقے کو جس پر چلا جائے، اسے منہج اس لئے کہا گیا کیونکہ سلف صالحین اسی راستے پر چلتے آئے ہیں، جس طرح کہ سنت بھی راستے اور طریقے کو کہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے سنت محمدیہ کہا جاتا ہے، یعنی طریق محمدی۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: (فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".) ترجمہ: تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

میری سنت کو لازم پکڑنا یعنی میرے طریقے کو۔

اور مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي) جو میری سنت سے بے رغبتی کرے گا یعنی میرے طریقے سے۔

اسی لئے منہج، طریقہ اور سنت سب ایک ہی معنی میں ہے، اسی طرح صراط اور طریق بھی اسی معنی میں آئے گا، ارشاد باری تعالی ہے: (وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) ترجمہ: اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو (الأنعام: ۱۵۳)۔

سبیل بھی طریق اور راستے کے معنی آتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں (یوسف:۱۰۸)۔

تمام لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ہی منہج اور طریقے پر تھے، پھر خلافت راشدہ میں بھی ایک ہی منہج پر قائم رہے خواہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور ہو یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دور ہو، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور ہو یا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دور ہو، یہاں تک کہ خوارج کا گروہ پیدا ہوا اور اس نے اس منہج سے اختلاف کیا مگر صحابہ کرام نے اس خارجی گروہ کا بھرپور جواب دیا، اسی طرح جب روافض کا گروہ پیدا ہوا تو صحابہ کرام کی جماعت نے اسکا بھی بھرپور جواب دیا، اور ان سب کے باطل افکار و نظریات کو توڑ دیا۔

اور اسی طرح جب قدریہ، معتزلہ اور منکرین تقدیر کا گروہ پیدا ہوا تو بھی صحابہ کرام نے جواب دیا، چنانچہ جب تک صحابہ باقی رہے یہ منہج اور طریقہ صاف ستھرا باقی رہا کوئی اسے گندلا نہ کرسکا۔ اور جس نے کوشش کی اسے ہٹا دیا گیا۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا دور اسی طرح قائم رہا، جو بنو امیہ اور عباسی دور کے ابتدائی حصے پر مشتمل ہے۔ اور اسی دور کو قرون اولی مفضلہ کہتے ہیں جسکی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی وارد ہوئی ہے۔

اس کے بعد اختلافات پیدا ہوئے، معتزلہ نے سر اٹھایا، اور مامون الرشید کے دور میں لوگوں کو فتنوں سے دوچار کیا گیا، اہل سنت والجماعہ کو خصوصی طور پر ٹارگٹ کیا گیا، اس وقت اہل سنت والجماعہ کے امام احمد بن حنبل مانے جاتے تھے، آپ حق پر ڈٹے رہے، اور آپ کے ساتھ دیگر اہم سنت بھی جمے

رہے، اور عقیدہ توحید اور منہج سلف کی حفاظت کی، تقدیر اور عقیدے پر کتابیں لکھی گئیں، ایمان اور منہج پر کتابیں لکھی گئیں، فضائل صحابہ پر کتابیں لکھی گئی؛ کیونکہ انہیں امور میں انحرافات پیدا ہوئے تھے، ایمان مجمل پر کتابیں لکھی گئیں، اور یہ ساری کتابیں اہل بدعت کی تردید میں لکھی گئیں۔

پھر ان عقدی اور منہجی خرابیوں اور اختلافات کو جماعتوں اور ملکوں نے اختیار کرلیا کسی نے اعتزال کو اختیار کیا تو کسی نے جہمیت کو اپنایا کسی نے رافضیت کو اپنایا جیسے عبیدی فاطمی حکومت، جو مصر اور اس کے مضافات میں قائم تھی اور بعد میں انہیں کا تسلسل قرامطہ کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا۔

ان سب انحرافات کے باوجود اہل حق موجود تھے، علماء کی شکل میں اور افراد کی شکل میں جو منہج سلف کی نمائندگی کررہے تھے، اور حجت و براہین میں یہی ہمیشہ غالب رہے ہیں۔ وقت اجازت نہیں دیتا ورنہ علمائے حق کے طبقات پر گفتگو کی جاتی، لیکن چونکہ یہاں مقصود موجودہ دور میں اہل سنت والجماعہ کے بارے میں بیان کرنا ہے اور یہ کہ کن جماعتوں اور گروہوں نے اختلاف کیا ہے ان کی وضاحت ضروری ہے۔

چنانچہ موجودہ دور میں بارہویں صدی ہجری کے اندر شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے جب جزیرہ عرب میں دعوت توحید کو عام کیا، اس راستے میں آپ نے بڑی تکلیفوں کا سامنا کیا، بصرہ سے آپ کو بھگایا گیا، نجد میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، آپ کو ستایا گیا، عیینہ کے امیر نے بھگا دیا، کیونکہ اس کے پاس احساء کے ترک گورنر کی طرف سے دھمکی آئی تھی کہ جو شیخ تمہارے پاس ہیں انہیں قتل کردو، بصورت دیگر تمہارا رسد اور خزانے سے مال بند کردیا جائے گا، چنانچہ اس نے ڈر کی وجہ سے شیخ کو اپنے یہاں سے نکال دیا یہ کہہ کر کہ میں آپ کو قتل نہیں کرسکتا اور اس گورنر سے مقابلہ بھی نہیں کرسکتا اس لئے آپ یہاں سے بھاگ جائیں اسی میں بھلائی ہے، چنانچہ آپ وہاں سے نکل کر درعیہ چلے گئے جہاں سے کچھ طلبہ آپ کے پاس پڑھنے آتے تھے، انہیں میں تین طلبہ آل سعود کے بھی تھے، جن کے نام یہ ہیں: مشاری بن سعود، ثنیان

بن سعود اور محمد بن عبد العزیز بن سعود، یہ سب امیر درعیہ کے لڑکے اور بھتیجے تھے، چنانچہ آپ درعیہ پہونچے، مگر لوگوں کو خوف تھا کہ ترک حکومت کی طرف سے انہیں بھگایا گیا ہے انہیں ٹھکانہ کون دے گا، مگر آل سعود کے طلبہ نے اپنی والدہ یعنی امیر درعیہ کی بیوی سے اس سلسلے بات کی، چنانچہ اس نیک خاتون نے امیر درعیہ سے بات کی اور کہا کہ شیخ کو ٹھکانہ دیں کیونکہ آپ دین خالص کی دعوت دیتے ہیں، امیر نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر وہ میرے پاس آتے ہیں تو میں انکا استقبال کروں گا، بیوی نے کہا: آپ خود جائیں اور لوگوں کے بیچ میں انکا استقبال کریں، چنانچہ وہ خود گئے اور بھری محفل میں شیخ کا استقبال کیا، اس وقت شیخ نے امیر کے سامنے اپنی دعوت رکھی اور کہا کہ میں توحید کی دعوت دینے اور شرک سے روکنے آیا ہوں، اسکے علاوہ میرا کوئی کام نہیں ہے، اسی پر اگر ساتھ دینے کیلئے تیار ہوں تو میں آپ کے پاس رہتا ہوں، اور یہ جان لیں کہ جو دعوت دین کی مدد کرتا ہے اللہ اسکی مدد کرتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ) ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بد کردار ہیں (النور: ۵۵)۔

یہ سن کر امیر محمد بن سعود نے کہا: ٹھیک ہے، آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں، میں آپ سے اسی بات پر بیعت کرتا ہوں، اور اب آئندہ جینا مرنا آپ کے ساتھ ہوگا۔

اسی وقت سے آل سعود اور آل شیخ کی ذریت آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں، دعوت توحید کی نشر و اشاعت میں دونوں ملکر کام کر رہے ہیں، شرک و بدعات کا دونوں نے ملکر جزیرہ عرب سے خاتمہ کر دیا۔

اور ہم اسکی برکت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے کہ کس طرح یہاں کتاب وسنت کو نشر کیا جاتا ہے شرک و بدعات کا پتہ نہیں ہے، علوم شریعت کا بول بالا ہے، شریعت کا قیام ہے، حدود و قصاص کی تنفیذ ہو رہی ہے، عقیدہ توحید کی دعوت دی جاتی ہے، شبہات کی تردید کی جاتی ہے اور باطل افکار ونظریات کا قلع قمع کیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو گرچہ حکومت کی تائید حاصل نہیں تھی، اور اسی لئے آپ کو ستایا گیا، جیل میں ڈالا گیا اور جیل ہی میں آپ کی وفات ہوگئی، آپ کا جنازہ ہی جیل سے نکلا، یہ ساری تکلیفیں صرف توحید اور سنت کی نشر و اشاعت کی وجہ سے پہنچائی گئی تھیں، مگر آپ نے جو سلسلہ شروع کر دیا تھا وہ رکا نہیں بلکہ آپ کے بعد آپ کے شاگردان کے ذریعے کتاب وسنت کی نشر و اشاعت ہوتی رہی۔ اور وہ سلسلہ چلتا رہا۔

آپ دیکھیں گے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تمام اہل بدعت کے خلاف کتابیں لکھی ہیں، ملحدین کے خلاف، متکلمین کے خلاف، فلاسفہ کے خلاف، روافض کے خلاف، جہمیہ کے خلاف، یہود ونصاری کے خلاف، ساتھ ہی آپ نے منہج سلف اور انکے عقیدے کو بھی بیان کیا، اور پھر آپ کے بعد آپ کے شاگردوں نے اسے پوری دنیا میں پھیلایا، آپ کے شاگردوں میں نمایاں نام ابن القیم، ابن کثیر، ابن مفلح، ابن الھادی، ذہبی، مزی ہیں۔

شوافع میں سے ابن العطار جو کہ امام نووی کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ اگر میرے شیخ موجود ہوتے تو وہ بھی آپ کے منہج کی مخالفت نہ کرتے۔ یعنی آپ کو کسی حکومت کی تائید حاصل نہیں تھی پھر بھی آپ کی

تعلیمات آپ کے شاگردوں کے ذریعے پوری دنیا میں پھیل گئی۔

مگر شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حکومت کی تائید بھی حاصل تھی، آل سعود نے تلوار کے ساتھ ساتھ جان ومال سے بھی ساتھ دیا، انکی تائید اور ساتھ دینے کی وجہ سے دشمنوں نے انکے خلاف چڑھائی کردی، ترکوں نے سب سے زیادہ دشمنی کی، ترکی حکومت نے والی مصر محمد علی پاشا کو امیر درعیہ کے خلاف چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا، مال و دولت، اسلحہ اور فوج سے مدد کی، دشمنوں نے آکر درعیہ پر حملہ کردیا اور دھوکہ دیکر سب کو قید کرلیا پھر درعیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہی درعیہ جو ایک چھوٹی سی بستی تھی، اللہ نے ساتھ دیا اور پورے جزیرہ عرب پر توحید کا جھنڈا لہرا دیا، سارے عربوں کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کرلیا، علماء اور قضاۃ تمام علاقوں میں بھجا کرتے تھے۔

لیکن درعیہ کی تباہی کے بعد بہت سے علماء کو مصر پکڑ کر لے جایا گیا اور وہاں یہ مشہور کیا گیا کہ یہ وہابی ہیں، اہل تکفیر اور بدعتی ہیں، مگر اللہ نے ان کے ذریعے وہاں پر کتاب وسنت کو خوب پھیلایا، مصر کے اندر جو حنبلی رہتے تھے انہوں نے سلفیت اختیار کرلی، اور مصر سے سلفیت پھیلنے لگی۔

کچھ سالوں کے بعد ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود اور انکے بیٹے فیصل نے دوبارہ آل سعود کی حکومت کو بحال کیا، اور مصر کے اندر عبدالرحمن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمي موجود تھے، جو آل شیخ کے گھرانے سے تھے، انہیں نجد بلایا گیا، اور ساتھ میں عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن کو بھی بلایا گیا، اور دوبارہ نجد کے اندر کتاب وسنت کی تعلیم عام ہوگئی۔ ان لوگوں نے توحید کو پھیلایا، اہل بدعت کے خلاف کتابیں لکھیں، انکے شبہات کی تردید کی، انکی کتابیں ملک شام، مراکش، بلاد فارس اور یمن تک پہونچ گئیں، بہت سارے لوگوں نے انکی کتابوں سے استفادہ کیا، امیر صنعانی اور علامہ شوکانی انہیں سے استفادہ کرنے والوں میں سے ہیں، چنانچہ مراکش کے بادشاہ نے جب یہ عقیدہ اور توحید کو دیکھا تو اسے مان لیا اور اپنے ملک میں اسے نشر کرنے لگا۔

کچھ سالوں کے بعد اختلافات شروع ہوئے اور دشمنوں نے فائدہ اٹھایا اور اس حکومت کو دوبارہ گرا دیا لیکن اللہ نے تیسری بار احسان کیا اور ملک عبدالعزیز کے ذریعے اس حکومت کو قائم کیا، تمام نجد والوں کو خوشی ہوئی، سب نے ملک عبدالعزیز کا ساتھ دیا، اور اس طرح دوبارہ کتاب وسنت کو نشر کیا جانے لگا۔

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ سلفی دعوت کے دلدادہ تھے، آپ کے زمانے میں سلفیت عروج پر تھی، کتاب وسنت کا بول بالا تھا، ہر سو عقیدہ توحید کا غلغلہ تھا، شرک و بدعات کا پتہ نہیں تھا، میں چاہتا ہوں کہ سلفیت اور عقیدہ توحید کے تعلق سے ملک عبدالعزیز کے کچھ اقوال ذکر کردوں تاکہ معلوم ہو کہ آپ توحید اور سلفی منہج کے کس قدر دلدادہ تھے، آپ کو توحید سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ آپ نے جھنڈے کے اندر کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تھا، تاکہ اسے کبھی نیچے نہ کیا جائے، چنانچہ جب تمام قومی پرچموں کو جھکا دیا جاتا ہے اس وقت بھی اس توحید کے پرچم کو جھکایا نہیں جاتا۔

ملک عبدالعزیز نے موسم حج کے موقع پر میدان منی میں حجاج کرام کے سامنے ایک بار کہا تھا: (كلمة التوحيد، لا إله إلا الله، محمد رسول الله، إني والله، وبالله، وتالله، أقدم دمي، ودم أولادي، وكل آل سعود، فداء لهذه الكلمة، ولا أضن به) ترجمہ: کلمہ توحید، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، میں بار بار اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنا خون اور اپنی اولاد کا خون بلکہ تمام آل سعود کا خون اس کلمے پر قربان ہے، اس میں کوئی بخیلی نہیں کروں گا۔

آپ نے سچ کر دکھایا، جس نے بھی آل سعود کی تاریخ پڑھی ہے اور بالخصوص ملک عبدالعزیز کی تاریخ وہ جانتا ہے کہ آپ نے جس طرح قسم کھا کر کہا ہے اسے سچ کر دکھایا ہے۔

اسی طرح آپ نے ایک بار موسم حج میں ۱۳۵۱ھ میں کہا، جسے رشید رضا نے مجلہ المنار میں نقل کیا ہے، کہتے ہیں کہ ملک عبدالعزیز نے حاجیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: (لقد حاربتنا جيوش جرارة في أدوار مختلفة منذ أن قمنا بهذه الدعوة المباركة، فكان نصيبها -رغم

كثرة عديدها وعددها - الفشل والخسر ان ولله الحمد) ترجمہ: جب سے ہم اس مبارک دعوت کو لیکر اٹھے ہیں اسی وقت سے بڑی بڑی فوجوں سے ہمیں مٹانے کی کوشش کی گئی، مگر دشمن اپنی تعداد اور بھاری اسلحے کے باوجود ناکام رہا، وللہ الحمد۔

اور اسی طرح ملک عبد العزیز نے ۱۳۶۵ھ کے موسم حج پر کہا تھا: (إنني رجل سلفي، وعقيدتي: هي السلفية، التي أمشي بمقتضاها على الكتاب والسنة) ترجمہ: میں سلفی ہوں، میرا عقیدہ سلفیت ہے، اور کتاب وسنت کے مطابق میں اسی پر چلتا ہوں۔

ایک دوسرے موقع پر کہا: (يقولون إننا وهابيون، والحقيقة، إننا سلفيون محافظون على ديننا نتبع كتاب الله وسنة رسوله) ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ ہم وہابی ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم سلفی ہیں اپنے دین کے محافظ ہیں کتاب وسنت کے پیروکار ہیں۔

اور مزید اپنے ایک خطاب میں کہا: (يقولون إنني وهابي، نتبع ما جاء محمد بن عبد الوهاب مع أنه لم يأت بجديد، وأنه إنما دعا إلى ما دعا إليه رسول الله، وصحابته الكرام، رضي الله عنهم) ترجمہ: لوگ مجھے وہابی کہتے ہیں کہ میں محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کا پیروکار ہوں حالانکہ آپ نے کوئی نیا دین پیش نہیں کیا تھا، آپ نے اسی توحید کی طرف دعوت دی تھی جسکی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے دعوت دی تھی۔

آپ کے بعد آپ کی اولاد بھی اسی منہج پر قائم رہی، خواہ وہ ملک سعود ہوں یا ملک فیصل، ملک خالد ہوں، یا ملک فہد، ملک عبد اللہ ہوں یا ملک سلمان، ان سبھوں نے توحید خالص کی حمایت کی ہے اور کتاب وسنت کو نشر کیا ہے۔

امیر سلطان بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا: (نحن سلفيون ونتبع شريعة محمد بن عبدالله ونتبع جميع ما جاء في كتاب الله وسنة نبيه) ترجمہ: ہم سلفی ہیں، محمد بن عبد اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پیروکار ہیں، کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرتے ہیں۔

امیر نایف نے اپنے ایک خطاب میں کہا کہ یہ ہمارے اوپر اللہ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں شریعت کی تنفیذ کی توفیق دی اور ہم کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، اور اسی منہج کے متبع ہیں جس پر سلف صالح تھے اور یہ حکومت اسی سلفی عقیدے اور منہج پر قائم ہے۔

یہ آل سعود کی طرف سے پوری صراحت کے ساتھ بیان ہے کہ عقیدہ توحید پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں اور اس پر فخر بھی کر رہے ہیں، اللہ کی قسم ایسا فخر کرنا صحیح بھی ہے۔

اس حکومت کی کوششوں میں سے اور اس کی فضیلتوں میں سے کتاب وسنت کی تنفیذ ہے، اور منہج سلف کے مطابق اس کا چلنا ہے، یہ آل سعود کے بارے میں معروف ہے ہر کوئی اسے جانتا ہے۔ مگر اس وقت بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو شکوک وشبہات ڈال رہے ہیں، اور امن وعقیدے کو غارت کرنا چاہتے ہیں مگر وہ بری طرح ناکام رہے ہیں، اور ایسی چال میں وہ کامیاب بھی نہیں ہو سکتے۔

اس حکومت کی کوششوں میں سے یہ بھی ہیکہ اس نے علوم دین کو پھیلایا ہے، سنت رسول کی ترویج کی ہے، علوم شریعت کو عام کیا ہے، علمائے امت کو سہارا اور حوصلہ دیا ہے، اور یہ بانی مملکہ ملک عبد العزیز رحمہ اللہ کے دور سے آج تک چلا آرہا ہے، آپ کوئی بھی فیصلہ علماء سے مشورہ کئے بغیر نہیں لیتے تھے، آپ کے زمانے میں شیخ عبد اللہ بن اللطیف تھے، وہ اس وقت نجد کے مفتی عام تھے، اور آپ کے استاذ بھی تھے، تربیت انہیں سے حاصل کی تھی، اسی لئے کوئی بھی کام ان کے مشورے کے بغیر نہیں کرتے تھے، ہر منگل وار کے دن ان کے گھر پر اور علماء کے ساتھ بیٹھتے اور مشورے کرتے، یہاں تک کہ ۱۳۳۹ھ میں شیخ کا انتقال ہو گیا تو ملک عبد العزیز رحمہ اللہ علماء کے ساتھ قصر ملکی میں بیٹھنے لگے، اور ان سے مشورہ لیتے، یہاں تک کہ حکومت کے کسی بھی کام پر نکلتے یا لڑائی کیلئے نکلتے ہمہ وقت علماء اور قضاۃ آپ کے ساتھ ہوتے انہیں سے سارے مشورے لیتے، ہر معاملے کو شریعت پر پیش کرتے تھے۔

بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ تعلیم دین کا بڑا اہتمام کرتے تھے، آپ نے ہر بستی اور شہر میں علماء کو متعین کیا تاکہ وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں، اور ساتھ ہی دعاۃ بھی بھیجتے تاکہ وہ لوگوں کو دین کی باتیں سمجھائیں، یہاں تک کہ صحراؤں میں اور وادیوں میں رہنے والوں کے پاس بھی علماء اور دعاۃ کو بھیجا کرتے تھے۔

اسی طرح بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے دور دیہاتوں اور وادیوں میں رہنے والوں کو شہروں میں بسانے کا کام شروع کیا، انکے کیلئے خصوصی بستیاں بنانا شروع کیا اور انکے درمیان علماء، دعاۃ اور قاضی طے کرنے لگے، تاکہ وہ انکے بچوں کو تعلیم دیں اور انہیں دین سمجھائیں نیز انکے درمیان شریعت کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔

اسی طرح بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ دینی کتابوں کو چھاپ کر پورے مملکہ میں پھیلاتے تھے، بطور خاص شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ دین کی کتابوں کو جیسے کتاب التوحید، اصول ثلاثہ اور کشف الشبہات وغیرہ، اسی طرح دیگر نماز، طہارت اور ارکان اسلام پر مبنی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابیں، اسی طرح حدیث کی کتابیں جیسے عمدۃ الاحکام وغیرہ۔

اسی طرح بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اپنی مملکت میں شرک و بدعات کو برداشت نہیں کرتے تھے، کہیں بھی شرک و بدعات کے بارے میں سنتے تو وہاں پر علماء اور دعاۃ کو بھیجتے جو انہیں سمجھاتے یہاں تک کہ وہ شرک و بدعات سے توبہ کرلیتے، اور جب حجاز بھی مملکت کے اندر شامل ہوگیا تو یہاں پر مکہ، مدینہ، طائف اور جدہ کے اندر شرک و بدعات عام تھے، لوگ قبروں کی پرستش کرتے تھے، مزارات ہر سو پھیلے ہوئے تھے، جہاں لوگ طواف کرتے، ذبیحہ کرتے اور غیر اللہ کیلئے نذر مانتے تھے، اور وہاں سب تبرک حاصل کرنے کیلئے جاتے، چنانچہ آپ نے وہاں پہونچنے کے بعد سب سے پہلے ان

مزاروں اور شرک و بدعات کے اڈوں کو گرانے کا حکم دیا، اور علماء و دعاۃ کو پورے حجاز اور تہامہ میں پھیلا دیا تا کہ لوگوں کو عقیدہ توحید کی تعلیم دیں اور انہیں دین سمجھائیں۔

آپ توحید کے سچے شیدائی تھے، بولنے میں بھی اگر کسی سے شرک اصغر واقع ہو جاتا تو آپ اسے ڈانٹتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حجاز میں ایک دیہاتی شاعر نے آپ کے سامنے ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا جس میں اس نے یہ جملہ استعمال کیا: (لولاک یا عبد العزیز) یعنی اے عبد العزیز! اگر آپ نہ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔۔۔ یہ سن کر آپ نے فوراً اسے ٹوکا اور کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ اگر اللہ نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ پھر مجلس میں بیٹھے ایک عالم دین سے کہا کہ اسے توحید سکھاؤ۔

کہا جاتا ہے کہ آپ عقیدے، تفسیر اور فقہ کی کتابوں کو شائع کرنے میں بڑی دلچسپی لیتے تھے یہاں تک کہ قرض لیکر کتابیں شائع کرتے تھے کیونکہ اس وقت پیسوں کی بڑی قلت ہوتی تھی، تفسیر میں ابن کثیر، تفسیر طبری اور تفسیر بغوی آپ نے شائع کرائی تھی۔ عقیدے پر ابن تیمیہ کی کتابوں اور رسالوں کو شائع کیا اسی طرح امام احمد کی کتابوں کو بھی شائع کیا۔ چنانچہ کتاب السنہ اور اصول السنہ کو چھپوایا، کچھ علماء کو اسکے لئے مخصوص کر دیا جو ان کتابوں کے مخطوطات کو لیکر ہندوستان جاتے اور وہاں پر کتابوں کو شائع کرتے اور پھر لوگوں میں تقسیم کرواتے۔ انہیں مخطوطات میں ابن ابی العز الحنفی کی کتاب شرح العقیدہ الطحاویہ بھی ہے جسے آپ نے شائع کروایا تھا، اسے مصر سے شائع کروایا تھا، اور اسکے لئے وہاں کے مشہور عالم دین اور حدیث کے ماہر شیخ احمد شاکر کو مکلف بنایا تھا، اسی شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی تمام کتابوں کو مجموعے کی شکل میں شائع کروایا، امام ابن القیم کی کتابوں کو شائع کروایا۔

یہ سب سنت اور عقیدے کی نشر و اشاعت کی خاطر کیا تا کہ لوگوں کے اندر صحیح دین اور صحیح عقیدہ پھیلے، آپ نے فقہ کی کتابوں کو بھی شائع کروایا جیسے الروض المربع اور کشف القناع، اور کتاب المغنی جو کہ مختلف جلدوں میں بکھری ہوئی تھی آپ نے اس وقت کے معروف عالم دین اور مفتی شیخ عبد اللہ بن عبد العزیز

العنقری کو مکلف کیا کہ اس کتاب کو اکٹھا کریں اور ایک ساتھ شائع کروائیں۔جسے انہوں نے اکٹھا کر کے مصر کے اندر شیخ رشید رضا مصری کے پاس بھیجا جنہوں نے اسے شائع کیا۔

اسی طرح بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے مختلف علاقوں سے سلفی علماء کو مملکت کے اندر بلوایا تاکہ ان کے ذریعے عقیدہ توحید اور سنت کیلئے کام لیا جائے،اسکے لئے آپ نے دار التوحید قائم کیا اور عراق،شام اور مصر سے علماء بلائے،شیخ محمد الفقی،شیخ عبد الرزاق العفیفی اور شیخ عبد الظاہر ابو السمح الازھری،انکے علاوہ علمائے نجد اور علمائے حرمین تھے جو لوگوں کو عقیدہ توحید اور دین سکھاتے تھے۔

اسی طرح بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے تقریبا پورے جزیرہ عرب کو ایک جھنڈے تلے جمع کر دیا،اور یہ بہت بڑا کارنامہ ہے،کیوں کہ اسلام اجتماعیت چاہتا ہے،جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ اسلام بغیر جماعت کے ممکن نہیں،یعنی اسکا نفاذ ممکن نہیں،جیسا کہ سنن دارمی میں وارد ہوا ہے،اور یہ سنت رہی ہے کہ جب لوگ عیش وعشرت میں ہوتے ہیں تو امارت واقتدار کیلئے لڑتے ہیں جیسا کہ خوارج اور بلوائیوں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی اور آپ کو شہید کر دیا،اسی طرح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی یہاں تک کہ آپ نے ان سے قتال کیا اور ان خوارج نے آپ کو بھی شہید کر دیا،اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کر دی،اسی لئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا اور آپ نے لوگوں میں خطاب کیا جیسا کہ سنن دارمی میں وارد ہوا ہے:

عن تميم الداري رضي الله عنه، قال: تطاول الناس في البناء في زمن عمر رضي الله عنه فقال عمر: يا معشر العريب، الأرض الأرض، إنه لا إسلام إلا بجماعة، ولا جماعة إلا بإمارة، ولا إمارة إلا بطاعة، فمن سوده قومه على الفقه،

كان حياة له ولهم، ومن سوده قومه على غير فقه، كان هلاكا له ولهم.

ترجمہ: سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ عمارت بنانے میں فخر کرنے لگے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عرب کے لوگو! زمین سے بچو، زمین سے بچو، اسلام بنا جماعت کے قائم نہیں رہ سکتا، اور جماعت بغیر حکومت کے، اور حکومت و امارت بغیر اطاعت کے قائم نہیں رہ سکتی، پس جس کو اس کی قوم نے (علم وفقہ) کی بنا پر سردار بنایا وہ اس کے اور قوم کے لئے زندگی ہے، اور جس کو اس کی قوم نے فقہ نہ ہونے پر سردار بنایا یہ اس کی اور اس قوم کی ہلاکت ہے۔(سنن دارمی: ۲۵۷، ابن عبدالبر نے [جامع بیان العلم 326] میں اس کو ذکر کیا ہے۔)

آپ فتنوں کو بھانپ رہے تھے، اسی لئے اس سے بچنے کی خاطر یہ نصیحت فرمائی کہ بغیر جماعت کے کوئی استقرار نہیں ہے، اور آپ نے بالکل سچ فرمایا، چنانچہ مسلمان اس وقت تک طاقتور اور سر بلند رہے جب تک ان کے اندر اتحاد اور اجتماعیت باقی رہی، لیکن جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج و بغاوت کی گئی اور آپ کو شہید کر دیا گیا اسی وقت سے اختلاف پیدا ہوا اور خوارج نے کبھی سر اٹھایا تو کبھی روافض نے، کبھی بیرونی دشمنوں کا حملہ ہوا تو کبھی منافقین امت نے دھوکہ دیا، یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ۴۰/ ہجری تک مسلمان آپسی اختلاف کا شکار رہے اور رومی مسلم علاقوں پر حملہ کرنے لگے لیکن ۴۱/ ہجری کے بعد جب مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا ہوا تو مسلمانوں نے دوبارہ فتوحات کا سلسلہ شروع کیا اور رومیوں پر حملہ کیا، اسی اجتماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (جماعت رحمت ہے اور اختلاف میں عذاب ہے)۔

اسی طرح بانی مملکہ کی کوششوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے چار تقلیدی مصلوں کا خاتمہ کر کے صرف مصلی محمدی کو باقی رکھا، چنانچہ جب آپ مکہ کے اندر پہونچے تو دیکھا وہاں پر چاروں مسلک کے الگ الگ مصلی قائم ہیں، سب اہل سنت ہیں مگر آپسی اختلاف کی وجہ سے سب کا الگ الگ مصلی اور امام ہے،

یہ دین اسلام کے اندر ایک بہت بڑی بدعت اور گمراہی تھی جسے بانی مملکہ ملک عبد العزیز رحمہ اللہ نے ختم کیا، آپ نے سب کو حرم کے اندر ایک جگہ جمع کیا اور وعظ و نصیحت کی اور سب کو ایک مصلی اور ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر متحد کرلیا، آپ نے وہاں موجود جو سب سے عمر دراز بزرگ شخص تھے انہیں بلایا اور انہیں کو امام مقرر کردیا، پتہ چلا کہ وہ حنفی مسلک کے تھے۔

اس کے بعد آپ نے مصر کے شیخ عبد الظاہر بن ابو السمح اور انکے بھائی شیخ عبد المہیمن کو بلایا، شیخ عبد الظاہر کو مکہ میں اور شیخ عبد المہیمن کو مدینہ میں کردیا، اسی طرح شیخ عبد الرزاق حمزہ کو مکہ میں کردیا۔

اس طرح ملک عبد العزیز رحمہ اللہ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا کہ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کردیا اور جزیرہ عرب کو ایک حاکم کے ساتھ متحد کردیا، اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ ملکر ایک ہوکر اجتماعیت کے ساتھ رہیں۔

اختلاف اور انتشار میں نقصان اور خسارہ ہے، چنانچہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ نے مصر فتح کرنے کیلئے سیدنا عمرو بن العاص کی قیادت میں ایک فوج بھیجی جسکے ساتھ صبیغ بن عسل نامی ایک نوجوان بھی تھا جو لوگوں سے پیچیدہ اور اختلافی مسائل چھیڑتا رہتا تھا، سیدنا عمرو بن العاص نے اس کے تعلق سے امیر المومنین سے شکایت کردی اور اسے ایک آدمی کے ساتھ مدینہ واپس بھیج دیا، آپ نے جب خط کو پڑھا تو گھبرا گئے کہ ہمارے اندر اختلاف کیسے پیدا ہوگیا، اور پھر اس آدمی کو بلایا اور تین دنوں تک اسے مارا، اسے زخمی کردیا پھر اسے جہاد میں جانے سے روک دیا اور اسے اسکے وطن کوفہ واپس بھیج دیا اور وہاں کے والی سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اسے لوگوں سے الگ تھلگ رکھنا کوئی اس سے ملنے نہ پائے، چنانچہ آپ نے لوگوں کو اس سے یہ ملنے کی نصیحت کردی، اس طرح اسکا سوشل بائیکاٹ کردیا گیا اور ایک سال گزر گیا، اس حال میں کہ جب کسی حلقے میں بیٹھتا اور سلام کرتا تو کوئی اس کا جواب تک نہیں دیتا اور نہ ہی اسکی طرف کوئی دیکھتا، اور فوراً وہ امیر المومنین کی وصیت یاد کرلیتا، آج کی طرح نہیں کہ امیر اور

حاکم وقت کی نافرمانی کو فخر سمجھا جاتا ہے یہ جاہلیت کا عمل ہے، مسلمان اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہیں، اسی میں عزت اور سربلندی ہے۔

بہرحال ایک سال گزر جانے کے بعد وہ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اب میں کہاں جاؤں؟ میں نے توبہ کرلیا ہے، کوئی مجھ سے بات نہیں کررہا ہے۔ چنانچہ اسکی درخوست آپ نے سن کر امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دی، اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو لوگوں کو اس سے ملنے کی اجازت دے دیں، اس پر امیر المومنین نے لکھا کہ ٹھیک ہے وہ لوگوں سے مل سکتا ہے مگر لوگ اس سے محتاط رہیں۔

اس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ بن عسل تمیمی کو اس وقت جلاوطن کردیا تھا جب یہ ظاہر ہوا کہ وہ متشابہات کی تاویل کے پیچھے پڑ کر فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی پٹائی بھی لگائی۔ اور اس کے توبہ کرنے کے بعد بھی مسلمانوں کو ایک سال تک کے لیے اس کے ساتھ قطع تعلقی کرنے کا حکم دیا۔ جب اس نے توبہ کرلی تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ بات چیت کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ جب خوارج نے سیدنا عثمان کے دور میں فتنہ پیدا کیا تو وہ لوگ صبیغ کے پاس بھی گئے اور کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نکلو، صبیغ نے جواب دیا: میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں نکل سکتا، مجھے بندہ صالح نے ادب سکھادی ہے، یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس ملک کے اندر سلف صالحین کے منہج اور عقیدے ہی پر دین کو سمجھا جاتا ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے، اسکے خلاف اگر کوئی منہج ہے تو اسے پھینک دیا جاتا ہے وہ کوئی بھی ہو، خواہ حزبیوں کی طرف سے ہو جیسے اخوانی جماعت، تبلیغی جماعت اور حزب التحریر یا انکے علاوہ کوئی بھی جماعت یا مسلک ہو اسے کنارے لگا دیا جاتا ہے اور صرف سلف کے منہج کو اپنایا جاتا ہے، سلف کا منہج کوئی مذہب اور مسلک نہیں یہ اعتقاد اور دین ہے، اسی پر یہ ملک قائم ہے، اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی اشاعت کرتا

ہے، مدینہ کے اندر بہت پہلے سے قرآن کمپلیکس موجود ہے جہاں سے قرآن کے نسخے، اسکے مختلف زبانوں میں تراجم اور تفاسیر شائع کرکے پوری دنیا میں تقسیم کئے جاتے ہیں، اسی طرح ملک سلمان بن عبد العزیز نے بھی سنت کی خدمت کیلئے حدیث کمپلیکس قائم کیا ہے جہاں سے حدیثوں کو تراجم اور شروحات کے ساتھ پوری دنیا میں عام کیا جائے گا۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس ملک کی حفاظت فرمائے یہاں کے حکام اور رعایا سب کی حفاظت کرے، دشمنان اسلام کے مکر وفریب سے پاک رکھے، آج کے اس مبارک دن، مبارک ماہ اور مبارک جگہ سے دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ملک سلمان کی حفاظت کرے اور انہیں نیک اور خیر کے کاموں کی توفیق عطا فرمائے، ولی عہد اور تمام معاونین حکومت کی اللہ حفاظت فرمائے، تمام حجاج کرام کی حفاظت کرے اور انہیں صحت وعافیت کے ساتھ انکے وطن تک واپس پہونچائے۔ آمین، یاذاالجلال والاکرام، تقبل یارب العالمین، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین، والحمدللہ رب العالمین۔

